

انشورنس یا بیمہ کی حقیقت

ہندوستانی قانون و معاشرہ کے تناظر میں

مولانا مفتی محمد شفیع..... مولانا محمد اسحاق کھنڈو

بیمہ انگریزی لفظ "انشور (insure) کا ترجمہ ہے جس کے معنی لغت میں یقین دہانی کے ہیں۔ چونکہ کمپنی بیمہ کرانے والے کو مستقبل کے بعض خطرات سے حفاظت اور بعض نقصانات کی تلافی کی یقین دہانی کر دیتی ہے۔ اس لیے اسے انشورنس کمپنی کہتے ہیں۔ یہ ایک معاملہ ہے جو بیمہ کے طالب اور بیمہ کمپنی کے درمیان ہوتا ہے اور اس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ بیمہ کمپنی (جس میں بہت سے سرمایہ دار شریک ہوتے ہیں اسی طرح جس طرح تجارتی کمپنیاں ہوتی ہیں) بیمہ کے طالب سے ایک معینہ رقم بالاقساط وصول کرتی رہتی ہے۔ اور ایک معینہ مدت کے بعد وہ رقم اسے یا اس کے پس ماندگان کو (حسب شرائط) واپس کر دیتی ہے۔ اس کے ساتھ ایک ساتھ ایک مقررہ شرح فیصد کے حساب سے اصل رقم کے ساتھ کچھ مزید رقم بطور سود دیتی ہے۔ گو اس رقم کا نام ان کی اصطلاح میں روایا سود نہیں، بلکہ بونس یعنی منافع ہے

۲۔ کمپنی کا مقصد اس رقم کے جمع کرنے سے یہ ہوتا ہے کہ اسے دوسرے لوگوں کو بطور قرض دے کر ان سے اعلیٰ شرح پر سود حاصل کرے یا کسی تجارت میں لگا کر یا کوئی جائیداد خرید کر اس سے منافع حاصل کرے، اس کے شرکاء اپنی ذاتی رقم خرچ کئے بغیر کثیر رقم بصورت سود یا منافع حاصل کرتے ہیں، اور اسی سود یا منافع میں سے بیمہ دار کو ایک حصہ دیتے ہیں۔

ممکن ہے کسی درجہ میں ان لوگوں کا مقصد مصیبت زدہ یا پریشان حال افراد کی امداد بھی ہو، لیکن اصل مقصد وہی ہوتا ہے جو اوپر عرض کیا گیا ہے مگر اس کی بحث بے ضرورت ہے اس لئے کہ اس کا کوئی اثر نفس مسئلہ پر نہیں پڑتا ہے۔ بیمہ کرانے والے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس کا سرمایہ محفوظ رہے اور اس میں اضافہ بھی ہو اس کے علاوہ اس کے پس ماندگان کو امداد و اعانت حاصل ہو، یا ناگہانی حادثات کی صورت میں اس کے نقصان کی تلافی ہو جائے۔

۳۔ بیمہ کی تین قسمیں ہیں۔

(الف) زندگی کا بیمہ (ب) املاک کا بیمہ (ج) ذمہ داری کا بیمہ

(الف) زندگی کا بیمہ

اس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ بیمہ کمپنی اپنے ڈاکٹر کے، ذریعہ سے بیمہ کے طالب کا معائنہ کراتی ہے اور ڈاکٹر اس کی جسمانی حالت دیکھ کر اندازہ کرتا ہے کہ اگر کوئی ناگہانی آفت پیش نہ آئی تو یہ شخص اتنے سال مثلاً بیس سال زندہ رہ سکتا ہے۔ ڈاکٹر کی رپورٹ پر کمپنی بیس سال کے لئے اس کی زندگی کا بیمہ کر لیتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ بیمہ کے لئے ایک رقم مابین طالب و کمپنی مقرر ہو جاتی ہے جو بالاقساط بیمہ دار کمپنی کو ادا کرتا ہے اور ایک معینہ مدت میں جب وہ پوری رقم ادا کر دیتا ہے۔ تو بیمہ مکمل ہو جاتا ہے۔ اب اس کے بعد اگر بیمہ دار اتنی مدت کے بعد انتقال کر جاتا ہے۔ جس کا اندازہ کمپنی کے ڈاکٹر نے کیا تھا تو کمپنی اس کے پسماندگان میں سے جسے وہ نامزد کر دے یا اگر نامزد نہ کرے تو اس کے قانونی ورثاء کو وہ جمع شدہ رقم مع کچھ مزید کے جس کو بونص (bonus) کہتے ہیں، یکمشت ادا کر دیتی ہے۔

اور اگر وہ مدت مذکورہ سے پہلے مر جائے خواہ طبعی موت سے یا کسی حادثہ وغیرہ سے تو بھی کمپنی اس کے پس ماندگان کو حسب تفصیل مذکور پوری رقم مع کچھ زائد رقم کے ادا کرتی ہے مگر اس صورت میں شرح منافع زائد ہوتی ہے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ وہ شخص مدت مذکورہ کے بعد بھی زندہ رہے، اس شکل میں بھی اسے رقم مع منافع واپس ملتی ہے۔ مگر شرح منافع کم ہوتی ہے، زندگی کا بیمہ تو پورے جسم کا بیمہ ہوتا ہے۔ لیکن اب انفرادی طور پر مختلف اعضاء کے بیمہ کا رواج بھی بکثرت ہو گیا ہے۔ مثلاً ہاتھوں کا بیمہ، سر کا بیمہ، ناگوں کا بیمہ وغیرہ۔ اس کی شکل بھی وہی ہوتی ہے فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ ان شکلوں میں ڈاکٹر کسی ایک عضو کی زندگی یا کارگردگی کا اندازہ لگاتا ہے اس کے اندازہ پر بقیہ معاملہ اسی طرح ہوتا ہے۔ جس طرح زندگی کے بیمہ کی صورت میں۔ اور واپسی رقم مع منافع کی شکلیں وہی تین ہیں۔ البتہ یہاں پورے جسم کی مدت کے قائم مقام صرف ایک حصہ جسم کی مدت یا اس کے ناکارہ ہونے کو قرار دیا ہے۔

(ب) املاک کا بیمہ

حمارت، کارخانہ، موٹر، جہاز وغیرہ ہر چیز کے بیسے کاروانج اب ہو گیا ہے۔ اس کی شکل بھی وہی ہوتی ہے، یعنی بیمہ دار ایک معینہ مدت کے لئے ایک رقم بالاقساط ادا کرتا ہے، اور کمپنی ایک معینہ مدت کے بعد اسے وہ رقم مع کچھ زائد رقم کے واپس کرتی ہے اور اگر کسی حادثہ کی وجہ سے بیمہ شدہ املاک تلف ہو جائے، مثلاً کارخانہ میں یکا یک آگ لگ جائے یا جہاز غرق ہو جائے یا موٹر کسی حادثہ میں ٹوٹ جائے تو کمپنی اس نقصان کی تلافی کرتی ہے اور اصل رقم کے ساتھ کچھ مزید رقم شرح فیصد کے حساب سے بیمہ کرانے والے کو دیتی ہے۔

(ج) ذمہ داروں کا بیمہ

اس میں بچہ کی تعلیم، شادی وغیرہ کا بیمہ ہوتا ہے کمپنی ان کاموں کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ رقم وغیرہ کی ادائیگی اور وصولی کی صورتیں وہی ہوتی ہیں۔

۴۔ بیمہ کرانے والے کو ایک معینہ رقم بصورت اقساط ادا کرنی پڑتی ہے۔ لیکن اگر چند ماہ (حسب قواعد و شرائط) اقساط ادا کرنے کے بعد بیمہ دار رقم کی ادائیگی بند کر دے تو اس کی ادا کی ہوئی رقم سوخت ہو جاتی ہے اور واپس نہیں ملتی۔ لیکن اسے اختیار ہوتا ہے کہ وہ جب چاہے درمیان کے بقایا اقساط ادا کر کے حسب سابق اقساط جاری کرالے، بقایا اقساط نہ ادا کرنے کی صورت میں بھی بعض قواعد کے ماتحت اقساط کا سلسلہ دوبارہ جاری ہو سکتا ہے، لیکن اگر وہ سلسلہ منقطع کر کے جمع شدہ رقم واپس لینا چاہے تو ایسا نہیں کر سکتا۔

۵۔ بیمہ دار اگر سو نہ لینا چاہے تو کمپنی اسے اس پر مجبور نہیں کرتی اور حسب شرائط اس کو اصل رقم واپس کرتی ہے۔
۶۔ بیمہ دار دو سال تک قسط ادا کرنے کے بعد کم شرح سود پر قرض لینے کا مجاز ہو جاتا ہے۔

۷۔ ہندوستان میں زندگی کے بیمہ کے متعلق حکومت نے ایک قانون بنایا ہے جس کی رو سے بیمہ کی یہ قسم نئی کمپنیوں کے ہاتھ سے نکل کر خود حکومت کے ہاتھ میں آگئی ہے اور اب کسی نئی کمپنی کے بجائے یہ معاملہ بیمہ دار حکومت کے درمیان ہوتا ہے بظاہر حالات سے ایسا نظر آتا ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد یہ پورا کاروبار نیشنلائز کر لیا جائے گا اور نئی کمپنیاں ختم کر کے حکومت خود یہ معاملہ کرے گی۔

خلاصہ

بیمہ کی یہ مختلف شکلیں ہیں۔ لیکن ان سب کی حیثیت ہے جو سب سے پہلے عرض کی جا چکی ہے، یہاں اختصار کیسا تھ کر پیش کیا جاتا ہے۔

حقیقت کے لحاظ سے انشورنس کا معاملہ ایک سودی کاروبار ہے جو بینک کے کاروبار کے مثل ہے دونوں میں جو فرق ہے وہ شکل کا ہے، حقیقت کے لحاظ سے دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے، حقیقت میں اگر فرق ہے تو صرف اتنا کہ اس میں ربوا کے ساتھ ”غرر“ بھی پایا جاتا ہے۔

بیمہ کرانے والا کمپنی کو روپیہ قرض دیتا ہے اور کمپنی اس رقم سے سودی کاروبار تجارت وغیرہ کر کے نفع حاصل کرتی ہے اور اس نفع میں سے بیمہ کرانے والے کو بھی کچھ رقم بطور سود ادا کرتی ہے۔ جس کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ لوگ اس منفعت کے لالچ میں زیادہ سے زیادہ بیمہ کرائیں، بینک بھی یہی کرتے ہیں، البتہ اس میں شرح سود مختلف حالات و شرائط کے اعتبار سے بدلتی رہتی ہے۔ بینک میں عموماً ایسا نہیں ہوتا۔

بیمہ کے مصالِح اور مفاسد

دنیاوی نقطہ نظر سے بیمہ پالیسی خریدنے میں کیا مصلحتیں ہیں اور کیا مفاسد ہیں۔ ان کا تذکرہ درج ذیل ہے تاکہ حضرات اہل علم ان پر نظر فرما کر فیصلہ فرمائیں، اس لئے یہاں صرف انہیں دنیاوی مصالِح و مفاسد کا تذکرہ ہے جوئی نفسہ کسی نہ کسی درجہ شرع میں بھی معتد بہ ہیں۔ جو مصالِح و مفاسد شرعاً غیر معتد بہ ہیں۔ ان کا تذکرہ نہیں کیا گیا ہے مثلاً اسی دنیاوی مصلحت کا کوئی تذکرہ نہیں کیا گیا ہے کہ اسی طرح خریدار کو سود ملتا ہے اور اس کی اصل رقم میں بغیر محنت اضافہ ہوتا ہے اس لئے کہ یہ مصلحت شرعاً غیر معتد بہ ہے۔ بلکہ مصلحت کے بجائے مفسدہ ہے۔ اس طرح اس مفسدہ کو بھی نظر انداز کیا گیا ہے کہ قلیل آمدنی والے افراد جب پالیسی خریدنے کے لئے کچھ رقم پس انداز کریں گے۔ تو تحسینات میں کمی کرنے پر مجبور ہوں گے۔ اور بعض جائز لذتوں سے محروم رہیں گے۔ اس لئے کہ یہ شرعاً مفسدہ غیر معتد بہ ہے۔

بیمہ کے مصالِح

ناگہانی حوادث کی صورت میں بیمہ دار تباہی و بربادی سے بچ جاتا ہے۔ مثلاً

۱۔ ہندو مسلم فساد میں بہت سے مسلمانوں کے کارخانے خاک ساہ اور تباہ و برباد کر دیئے گئے۔ جن لوگوں نے اپنے کارخانوں کا بیمہ نہیں کرایا تھا۔ وہ پورے طور پر برباد ہو گئے۔ پنپ نہ سکے، دوکانوں اور مکانوں وغیرہ کی بھی یہی کیفیت ہوئی۔

(نوٹ) فسادات ہندوستان کا روزمرہ کا معمول بن چکے اور ان کا انداز مسلمانوں کی استطاعت سے باہر ہے۔
۲۔ اوسط طبقہ کے افراد جو کثیر العیال بھی ہوں، اگر ناگہانی طریقہ سے وفات پا جائیں تو ان کے پسماندگان سخت

پریشانی میں پڑتے ہیں۔ اپنی قلیل آمدنی میں عموماً وہ کوئی رقم پس انداز کر کے نہیں رکھ سکتے جو ان کے پسماندگان کے کام آسکے۔ ایسی حالت میں اگر وہ بیمہ پالیسی خرید لیں تو ایک طرف تو انہیں پس اندازی میں سہولت ہوتی ہے۔ دوسرے ان کی ناگہانی وفات پر ان کی پس انداز رقم مع مزید رقم کے ان کے پسماندگان کو مل جاتی ہے۔ ان کے لئے بہت مفید اور معاون ہوتی ہے۔

تعلیم وغیرہ کی صورت میں تو یہ مصلحت اور بھی زیادہ نمایاں ہو جاتی ہے، اسلئے اگر وہ اپنی اولاد کو مناسب تعلیم دلانے سے قبل وفات پا جائیں تو اولاد کا سلسلہ تعلیم منقطع نہیں ہوتا اور کسی نہ کسی دن اولاد اس قابل ہو جاتی ہے کہ کچھ کما سکے۔

۳۔ اگر اولاد ناہنجاز ہو باپ کے مرنے کے بعد ماں کی طرف سے غفلت برتی ہے اور اس کا شرعی حق نظر انداز کر کے باپ کی کل جائیداد املاک پر قابض ہو جاتی ہے، اس صورت میں اگر شوہر بیمہ کی پالیسی خرید کر اپنی بیوی کو اس کا وارث قرار دیدے تو یہ رقم بیوہ کو بے خر خرچ مل جاتی ہے۔

اگر اولاد کے درمیان تحاسد یا بغض ہو۔ یا بعض بچے جموٹے ہوں۔ اولاد سے خطرہ ہو کہ حقوق کو غضب کر لیں گے۔ تو بھی ان کے نام سے بیمہ پالیسی خرید لینا مفید ہو سکتا ہے۔

۴۔ چونکہ کینیڈا عموماً اہل ہنود کی ہیں۔ اس لئے بیمہ پالیسی فساد کی تباہ کاریوں کو روکنے کا بھی ایک ذریعہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ فساد یہ معلوم کر کے کہ مسلمان کی بیمہ شدہ مملوکہ شئی کو نقصان پہنچانا خود ہندوؤں کو نقصان پہنچانا ہے، شاید اس نقصان پہنچانے سے باز رہیں۔ اس طرح ممکن ہے کہ کسی درجہ میں یہ حفاظت جان کا ذریعہ بھی بن سکے۔

(نوٹ) اب سے دو چار صدی پیشتر مسلمانوں کے حالات مختلف تھے۔

اول تو ناگہانی حادثات کی اتنی کثرت نہیں تھی جو آج مشین کے رواج کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہے دوسرے بکثرت مسلمان اسلامی حکومتوں میں رہتے تھے۔ جہاں بیت المال بڑی حد تک ان حوادثات کے نتائج سے پناہ دیتا تھا۔ تیسرے مصارف زندگی کا اتنا بوجھ بھی نہیں ہوتا تھا۔ چوتھے آپس کی ہمدردی کا جذبہ اتنا سرد نہیں ہوا تھا۔ جتنا آج ہو گیا ہے۔ پانچویں تعداد کی قلت اور قوم کی بحیثیت مجموعی دولت مندی زکوٰۃ و صدقات کا رواج یہ سب امور مل کر اس قسم کے نقصانات کی تلافی کر دیا کرتے تھے۔

اب ان سب چیزوں کا تقریباً فقدان ہے۔ آبادی میں اضافہ مزید پریشانی کا باعث ہے۔ سو میں ایک کی تباہ

حالی دور کرتا۔ آسان ہے مگر سو میں ۲۵ کے ساتھ مواسات کرنا بہت مشکل ہے۔

بیمہ کے مفاسد

واضح رہے کہ یہاں صرف دنیاوی مفاسد کا تذکرہ مقصود ہے جن کی طرف بعض اوقات بعض اہل علم کی نظر نہیں جاتی، دینی مفاسد سے چونکہ ہر صاحب علم واقف ہیں۔ اس لئے ان کا تذکرہ نہیں کیا گیا۔

۱۔ ایسے واقعات بھی ہوتے ہیں کہ کسی وارث نے بیمہ کی رقم وصول کرنے کے لئے مورث کو (جو کہ بیمہ دار تھا) قتل کر دیا۔

۲۔ اس قسم کے واقعات بھی پیش آتے ہیں کہ بیمہ دار نے دھوکہ دے کر اپنی دوکان یا اپنے مکان یا کسی اور چیز کی مالیت زیادہ ظاہر کر دی اور اس کا بیمہ کر دیا اور کچھ عرصہ کے بعد سود کی رقم (جو اس کی مملوکہ شے کی مالیت سے معتد بہ حد تک زائد تھی) وصول کرنے کیلئے اس شے کو غنئی طریقہ سے خود تلف کر دیا۔ مثلاً آگ لگا دی یا اور اسی قسم کی حرکت کی اور اس طرح نقصان کی تلافی کے ساتھ مزید نفع بھی اٹھایا۔

اس قسم کے واقعات کی تعداد اگرچہ قلیل ہے مگر نذو بعید از قیاس ہے اور نہ الٹا درکالمعدوم کہے جاسکتے ہیں۔

۳۔ تجربات شاہد ہیں کہ جو دولت بے مشقت اور بے محنت ہاتھ آ جاتی ہے آدمی اسے بہت بیدردی کے ساتھ خرچ کرتا ہے، نوجوان اولاد کو اگر باپ کے بعد بیمہ کی رقم بغیر محنت و کوشش ملے گی تو ظن غالب یہی ہے کہ وہ اسے بیدریغ صرف کرے گی، اسراف و تہذیر کی عادت فی نفسہ مذموم ہونے کے علاوہ افلاس و تباہی کا پیش خیمہ ہے۔ جو اخلاقی خرابیاں ایسی صورت میں پیدا ہوتی ہیں ان کی تفصیل بے ضرورت ہے۔

۴۔ یہ بات کھلی ہوئی ہے کہ بیمہ پالیسی کی خریداری میں سرمایہ دار طبقہ ہی پیش پیش ہو سکتا ہے سود کی رقم اس کی دولت میں اور اضافہ کرے گی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سرمایہ داری کو مزید ترقی ہوگی۔

عالم کی فضیلت

فضل العالم علی العابد کفضل القمر علی سائر الکواکب

(سنن ابو داؤد و ترمذی)

ایک عالم کو ایک عابد پر ایسی فضیلت حاصل ہے
جیسی کہ چاند کو دوسرے تمام ستاروں پر (حدیث شریف)